بیسویں صدی عیسوی میں علمائے ہند کی تفسیری خدمات (عربی زبان میں)

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

قرآن کے فہم وتفہیم کی کوشش ایک ایسی سعادت ہے جس سے بڑھ کر کسی دوسری سعادت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی علماء نے ہر زمانے میں قرآن کریم سے شغف رکھا ہے، اس کی تفسیر، ترجمہ اور تحشیہ کی خدمت انجام دی ہے اور علوم قرآنی میں قابل قدر علمی سرمایہ فراہم کیا ہے، یہ کام مختلف زبانوں میں ہوا ہے، ماضی قریب تک عربی اور فارسی کو علمی زبانوں کی حیثیت حاصل تھی، اہل علم مختلف علوم وفنون میں انہی کو وسیلہ اظہار بناتے تھے، لیکن جب اردو زبان کو فروغ ہوا تو اہل علم بھی اس میں اپنی علمی وفکری کاوشیں پیش کرنے لگے۔ بیسویں صدی عیسوی میں قرآنیات پر سب سے زیادہ کام اردو زبان میں ہوا ہے، اس میں بہت سی قابل قدر تفسیریں اور علوم قرآنی پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، قرآنیات کے میدان میں عربی زبان میں گزشتہ صدیوں کے مقابلے میں اس صدی میں نسبتاً کم کام ہوا ہے، لیکن جو کچھ ہوا ہے، وہ گوناگوں پہلوؤں سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے، سطور ذیل میں اس کا تعارف اور مختصر جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

(الف) تفاسیر وحواشی قرآن:...... بیسویں صدی میں عربی زبان میں واحد مکمل تفسیر لکھنے کا شرف مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ (۱۸۶۸ء-۱۹۴۸ء) کو حاصل ہے۔ مولانا بے مثال خطیب، عظیم صحافی اور کامیاب مناظر تھے، ملکی سیاست اور ملی کاموں میں بھی سرگرمی سے حصہ لیتے تھے، اپنی ان گوناگوں خدمات کے ساتھ انہوں نے بیش بہا علمی ودینی خدمات بھی انجام دی ہیں، مولانا نے مختلف انداز سے قرآن کی پانچ تفسیریں کی ہیں۔ تین اردو میں دو عربی میں (۱) اردو تفسیر ''تفسیر ثنائی'' کو (جو آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے) عوام وخواص ودونوں میں قبول عام حاصل ہوا ہے۔ ''تفسیر القرآن بکلام الرحمن'' عربی زبان میں مولانا امرتسریؒ کی مکمل تفسیر ہے، اس کا بیشتر حصہ یوں تو وہ انیسویں صدی کے اواخر میں لکھ چکے تھے، مگر اسے مکمل کرنے کی سعادت انہیں بیسویں صدی کے اوائل میں حاصل ہوئی اور اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۰۳ء میں امرتسر سے شائع ہوا (۲)۔ اس تفسیر کو علمی حلقوں میں بہت سراہا گیا، اس کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں قرآن کی تفسیر خود قرآنی آیات ہی کی روشنی

میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔فاضل مفسر نے اپنے طریقۂ تفسیر کا تعارف یوں کرایا ہے:

''علماء نے قرآن مجید کی مختلف انداز پر تفسیریں لکھی ہیں، بعض نے احادیث و آثار سے استفادہ کیا ہے اور بعض نے اپنی عقل کا سہارا لیا ہے، حالانکہ سبھی حضرات اس پر متفق ہیں کہ بہتر طریقہ کلام اللہ کی تفسیر خود آیات ربانی سے کرنا ہے، چنانچہ میں نے اسی طرز کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔''(۳)

''تفسیر القرآن بالقرآن'' کا اصول نظری حیثیت سے تمام اہل علم کے درمیان مسلم رہا ہے، لیکن پورے قرآن میں عملاً اسے برت کر دکھانا بہت مشکل ہے، یہ دشواری مولانا امرتسری کے ساتھ بھی پیش آئی ہے، چنانچہ ایسے تمام مقامات پر جہاں تفسیر کے لئے دیگر ہم معنی آیات نہیں ملی ہیں، انہوں نے حاشیہ میں احادیث، تفاسیر اور دیگر کتب کے حوالے سے مسائل کی توضیح کی ہے، جگہ جگہ اختلافی مسائل کی نشاندہی بھی حاشیہ میں کی ہے، اس تفسیر کی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جلالین کی طرح اختصار ملحوظ رکھا گیا ہے، اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے مولانا سید سلیمان ندویؒ (م ۱۹۵۳ء) نے لکھا ہے۔

''عربی مدرسوں میں اگر جلالین کی جگہ اس تفسیر کو رواج دیا جائے تو آج کل کی ضرورتوں کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔''(۴)

عربی زبان میں مولانا امرتسری کی دوسری تفسیر بیان الفرقان علی علم البیان ہے۔جو نامکمل رہ گئی ہے، اس کی صرف ایک جلد (جو سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے) ۱۹۳۴ء میں ثنائی پریس امرتسر سے شائع ہوئی تھی، اسے مولانا نے عربی ادب و لغت، صرف و نحو، معانی و بیان کے اصول پر لکھا ہے، ضرورت کے وقت احادیث و آثار وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے، کہیں کہیں معاصرین کی تفسیروں پر تنقیدی نظر بھی ڈالی ہے، شروع میں علم معانی، بیان اور بدیع کے ۲۷ قواعد کا ذکر کر کے حواشی میں ان کی مثالیں قرآن سے پیش کی ہیں، سورۂ کے شروع میں ذکر کیا ہے کہ اس سورۂ میں کون کون سے مضامین بیان کئے گئے ہیں، یا کن مسائل اور باتوں کی طرف اشارہ ہے؟ اس سے پڑھنے والے کے ذہن میں مختصر طور پر سورۂ کے تمام مضامین آجاتے ہیں، اکثر مقامات پر عربی اشعار سے بھی استشہاد کیا ہے۔(۵)

تفسیر القرآن بالقرآن کی ایک کوشش مولانا عنایت علی وزیر آبادی کی طرف سے بھی ہوئی ہے۔ان کی تفسیر آیات للسائلین ۱۳۴۹ھ، ۱۹۳۰ء میں مطبع کریمی لاہور سے طبع ہوئی ہے، یہ تفسیر صرف سورۂ نساء تک ہے، اس میں آیات قرآنی کی تفسیر اسی مضمون کی دوسری آیات سے کی گئی ہے، فاضل مفسر نے اپنے الفاظ میں تشریح بہت کم کی ہے، البتہ حسب ضرورت حاشیہ پر لمبے لمبے نوٹ لگائے ہیں، مثلاً آیات میں مذکورہ انبیاء اور دیگر اشخاص کے تعارف اور واقعات کی تشریح حاشیہ میں تفصیل سے کی ہے۔(٦)

عربی تفسیر کے میدان میں ایک بہت اہم اور نمایاں نام مولانا حمید الدین فراہی (۱۹۶۳ء-۱۹۳۰ء) کا ہے، مولانا نے قرآن میں غور و تدبر کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا، یوں تو اس کا آغاز علی گڑھ کے دور طالب علمی

(۱۸۹۱ء-۱۸۹۷ء) ہی سے ہوگیا تھا، جس میں مدرسۃ الاسلام کراچی کے زمانۂ تدریس (۱۸۹۷ء-۱۹۰۷ء) میور کالج الہ آباد کے زمانہ تدریس (۱۹۰۸ء-۱۹۱۴ء) اور دارالعلوم حیدر آباد کی پرنسپل شپ (۱۹۱۴ء-۱۹۱۹ء) کے دوران بتدریج اضافہ ہوتا گیا، لیکن اس کا نقطۂ عروج مدرسۃ الاصلاح میں آپ کے قیام کا زمانہ (۱۹۱۹ء-۱۹۳۰ء) ہے جہاں آپ نے اپنی زندگی کی آخری دہائی گزاری، مولانا کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی تمام تصانیف کا مرکز ومحور قرآن ہے، وہ کسی نہ کسی پہلو سے قرآن کی خدمات کرتی ہیں، دوسری چیز یہ کہ انہوں نے صرف عربی زبان کو ہی اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا، اسی لئے ان کی تمام تصانیف عربی زبان میں ہیں (سوائے تفسیر سورۃ اخلاص کے، جسے مولانا نے اپنے ایک دوست کی فرمائش پر اردو زبان میں تحریر فرمایا تھا)۔(۷)

نظم قرآن کا تصور یوں تو بعض قدیم مفسرین کے یہاں بھی ملتا ہے، لیکن جس جامعیت، زور بیان اور قوت استدلال کے ساتھ اس تصور کو مولانا فراہی نے پیش کیا ہے اور اس کے حق میں جتنے محکم دلائل دیئے ہیں اس میں ان کا کوئی ہم سر نہیں، مولانا نے نظم قرآن کو نہ صرف نظری حیثیت سے پیش کیا بلکہ متعدد چھوٹی سورتوں میں اس کا انطباق کر کے بھی دکھایا ہے، آخر عمر میں انہوں نے نظریۂ نظم قرآن کے تحت قرآن کی تفسیر ابتداء سے لکھنی شروع کی تھی، لیکن ابھی سورۂ بقرہ کی چند آیات (۸) ہی کی تفسیر لکھ سکے تھے کہ وقت موعود آگیا اور یہ عظیم الشان کام نامکمل رہ گیا۔ تفسیر نظام القرآن و تاویل الفرقان کے تحت صرف تیرہ سورتوں کی تفسیریں طبع ہوسکی ہیں اور وہ ہیں: سورۂ فاتحہ (۱۹۳۷ء)، سورۂ ذاریات، سورۂ تحریم (۱۹۰۸ء)، سورۂ قیامہ (۱۹۰۶ء)، سورۂ مرسلات، سورۂ عبس، سورۂ شمس (۱۹۰۸ء)، سورۂ تین، سورۂ عصر (۱۹۰۸ء)، سورۂ فیل (۱۹۳۵ء)، سورۂ کوثر (ماقبل (۱۹۳۱ء)، سورۂ کافرون (۱۹۰۸ء) سورۂ ابی لہب (۱۹۰۸ء)، ان اجزاء تفسیر میں مولانا فراہی نے جابجا سورۂ فتح، سورۂ ق، سورۂ طلاق، سورۂ نبا، سورۂ دہر، سورہ نوح، سورۂ ماعون اور سورۂ تکاثر کے حوالے دیئے ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے ان کے سلسلے میں یہ وضاحت کی ہے کہ مولانا ان سورتوں کی تفسیر کی تکمیل نہ فرما سکے تھے۔ (۱۰) اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مولانا فراہی نے ان سورتوں کی تفسیر کا کچھ حصہ لکھ لیا تھا۔ غیر مطبوعہ سرمایہ میں ایک ناتمام سورۂ اعلیٰ کی بھی ہے۔ (۱۱) یہی نہیں بلکہ مولانا بدرالدین اصلاحیؒ نے ایک جگہ مولانا فراہی کے غیر مطبوعہ سرمایہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ ''مولانا فراہی نے اپنی تفسیر نظام القرآن وتاویل الفرقان میں تمام سورتوں کے مطالب کی تلخیص کی ہے اور ان سب کا نظم بیان کردیا ہے۔ (۱۲) مولانا نے اپنی اس تفسیر کا مقدمہ بھی تحریر فرمایا تھا جس میں اصولی باتوں کی وضاحت کی ہے، یہ فاتحہ تفسیر نظام القرآن (۱۹۳۷ء) کے نام سے شائع ہوا ہے۔

مولانا فراہی کے چھوڑے ہوئے کام کو ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی نے آگے بڑھایا اور نظم قرآن کے تصور پر مبنی پورے قرآن کی تفسیر تدبر قرآن کے نام سے کی، لیکن یہ تفسیر اردو زبان میں ہے جو ہمارے موضوع سے خارج ہے، عربی زبان میں مولانا فراہی کے کام کو آگے بڑھانے کا سہرا مولانا محمد عنایت اللہ سبحانی کے سر جاتا ہے، انہوں

نے البرھان فی نظام القرآن کے نام سے سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تفسیر لکھی ہے، یہ مولانا کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جس پر انہیں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی ہے۔(۱۳)

مولانا فراہی کے غیر مطبوعہ سرمایہ میں ایک نہایت قیمتی چیز ان کے تفسیری حواشی ہیں، یہ مولانا کے تقریباً چالیس سالہ غور وتدبر کا حاصل ہیں، مولانا نے اپنے مصحف کی جلد بندی اس طور پر کروائی تھی کہ مصحف کے ہر ورق کے بعد ایک سادہ ورق رکھا تھا، مطالعہ کے دوران جو باتیں ذہن میں آتیں، انہیں یادداشت کے طور پر انہی اوراق پر لکھتے جاتے تھے، اس طرح کے دو نسخے دائرہ حمیدیہ میں محفوظ ہیں، ان سے نقلیں تیار کرنے والے بعض لوگوں نے دونوں نسخوں کے حواشی کو ایک دوسرے سے ممتاز رکھا۔لیکن بعض نے اپنی سہولت کے لئے حواشی کو اس طرح مرتب کیا کہ ایک آیت کے بارے میں دونوں نسخوں میں جو کچھ لکھا تھا، اسے یکجا کر دیا۔(۱۴) مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنی شاہکار تفسیر تدبر قرآن میں ان حواشی سے جابجا استفادہ کیا ہے، اگرچہ انہوں نے کہیں بصراحت ان کا حوالہ نہیں دیا ہے، مولانا سلطان احمد اصلاحی نے اپنے مقالے میں ایسی متعدد مثالیں دی ہیں کہ آیات کی تفسیر میں مولانا اصلاحی نے جس رائے کو اختیار کیا ہے یا اسے ترجیح دی ہے، وہ وہی ہے جو ان حواشی میں موجود ہے۔(۱۵)

قرآن پر عربی زبان میں لکھا جانے والا دوسرا قابل ذکر حاشیہ مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۲۹۰ء-۱۳۶۲ء-۱۸۶۴ء-۱۹۴۳ء) کا ہے، اردو زبان میں مولانا تھانوی کی تفسیر بیان القرآن عصر حاضر کی مشہور تفسیروں میں سے ہے، یہ تفسیر مولانا نے عوام کو پیش نظر رکھ کر لکھی تھی، خواص اور اہل علم کے استفادہ کے لئے انہوں نے الگ سے ایک حاشیہ عربی زبان میں تحریر فرمایا تھا، یہ حاشیہ مکمل بیان القرآن تاج پبلشرز دہلی کے ایڈیشن میں ہر صفحہ کے آخر میں درج ہے، خطبۂ تفسیر میں مولانا تھانوی نے اس حاشیہ کا تعارف یوں کرایا ہے:

> ''چونکہ نفع عوام کے ساتھ افادۂ خواص کا بھی خیال آ گیا ہے۔اس لئے ان کے واسطے ایک حاشیہ بڑھایا ہے جس میں مکیت و مدنیت سور و آیات، و غیر مشہور لغات، و ضروری وجوہ بلاغت، و متعلق ترکیب و خفی الاستنباط فقہیات وکلامیات و اسباب نزول و روایات واختلاف قرأت مغیرۂ ترکیب یا حکم توجیہ ترجمہ و تفسیر ایجاز کے ساتھ مذکور ہیں جس کو متوسط درجے کا طالب علم بے تکلف سمجھ سکتا ہے، یہ حاشیہ درس وتدریس کے وقت بہت کام آ سکتا ہے، اس حاشیہ کی عبارت عربی اس لئے تجویز کی ہے کہ عوام اس کے دیکھنے کی ہوس ہی نہ کریں، ورنہ جب زبان سمجھتے اور مضامین نہ سمجھتے، بہت پریشان ہوتے۔''(۱۶)

(ب) علوم قرآنی پر تصانیف:......بیسویں صدی میں علمائے ہند نے عربی زبان میں تفسیر کے علاوہ علوم قرآنی کے میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، اس سلسلے میں سب سے زیادہ منصوبہ بند طریقے پر ہونے والا کام مولانا فراہیؒ کا ہے، مولانا نے قرآنیات پر بنیادی لٹریچر فراہم کرنے کے لئے ایک عظیم الشان تصنیفی منصوبہ تیار کیا تھا، یہ منصوبہ بارہ

کتابوں پر مشتمل تھا، پانچ ظاہر قرآن پر، یعنی قرآن مجید کے الفاظ، اسالیب، اصول تاویل، جمع وتدوین اور دلائل نظم پر، ان پر تاریخ القرآن کے سوا باقی چار کتابیں مفردات القرآن (۱۹۳۹ء) اسالیب القرآن (۱۹۶۹ء) التکمیل فی اصول التاویل (۱۹۶۸ء) اور دلائل النظام (۱۹۶۸ء) شائع ہوچکی ہیں، دوسری سات کتابیں جن میں مولانا قرآن مجید کے علوم و معارف اور اس کے اسرار وحکم پر بحث کرنا چاہتے تھے، ان کی ترتیب کے مطابق یہ ہیں: حکمت القرآن، حج القرآن، القائد الی عیون العقائد، الرائع فی اصول الشرائع، احکام الاصول باحکام الرسول، انبات انزول، الرسوخ فی معرفة الناسخ و المنسوخ۔ ان کتابوں میں سے اب تک صرف ایک کتاب القائد الی عیون العقائد (۱۹۷۵ء) زیور طبع سے آراستہ ہوسکتی ہے۔(۱۷)

علوم قرآنی پر مولانا فراہی کی دیگر تصانیف میں امعان فی اقسام القرآن (۱۹۰۶ء) الرائی الصحیح فیمن ھوالذبیح (۱۹۱۹ء) اور فی ملکوت الله (۱۹۷۱ء) قابل ذکر ہیں، یہ اصلاً مقدمہ تفسیر کے اجزاء ہیں جنہیں ان کی اہمیت کے پیش نظر الگ سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے، قرآنیات پر مولانا کی غیر مطبوعہ تصانیف میں اوصاف القرآن اور فقہ القرآن کا بھی نام ملتا ہے، مگر ان کا بہت کم حصہ وہ لکھ پائے تھے۔(۱۸)

مولانا فراہی کی بہت سی تصانیف کے ناتمام رہ جانے کی وجہ ان کا مخصوص انداز تحریر ہے، مولانا بیک وقت مختلف مباحث و مسائل پر غور وفکر کرتے رہتے تھے، ان سارے مسائل کو الگ الگ عنوان بحث وتحقیق قرار دے لیتے اور ان کے متعلق اپنے نتائج فکر جمع کرتے جاتے اور انہیں یادداشتوں کی شکل میں تحریر کرلیتے اور اسی وقت یہ بھی نوٹ کردیتے کہ یہ کس کتاب سے متعلق ہے، یہ یادداشتیں گویا اس کتاب کی فصلیں ہوتیں، اس طرح جب کسی کتاب کی تمام فصلیں ان کے ذہنی خاکہ کے مطابق پوری ہوجاتیں تو ان یادداشتوں کو کچھ کم وبیش کرکے مرتب کردیتے اور کتاب تیار ہوجاتی، مولانا کے اس مخصوص طریقہ تصنیف کے سبب سے بیک وقت ان کے زیر قلم یا صحیح تر الفاظ میں ان کے زیر فکر متعدد تصنیفات رہتی تھیں جن میں سے بعض تکمیل کو پہنچ جاتی تھیں، بعض چلتی رہتی تھیں اور بعض آخر تک ایک آدھ فصلوں سے آگے نہ بڑھ سکیں۔(۱۹)

علوم قرآنی پر عربی زبان میں مولانا اشرف علی تھانوی کی بھی کئی تصانیف ہیں، ان میں سے ایک مسائل السلوك من كلام ملك الملوك ہے، اس میں بقول مصنف ''سلوک کے مسائل پر آیات قرآنیہ سے نصاً یا استنباطاً استدلال کیا گیا ہے۔''(۲۰) دوسرا رسالہ وجوه المثانی فی توجیه الكلمات والمعانی ہے اس کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے مولانا تھانویؒ نے لکھا ہے:

''ہندوستان میں فن قرأت پر کوئی درسی کتاب نہیں تھی، اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ ایک ایسا مختصر رسالہ تحریر کروں جس میں قرأت سبعہ متواترہ کو ان کے معانی کی توجیہات اور اعراب کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔''(۲۱)

اس کا انداز تالیف یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کا لفظ یا عبارت لکھتے ہیں۔ پھر اختلاف بیان کرتے ہیں، ساتھ ہی

راوی یا شیخ کا تذکرہ کرتے ہیں، اس کے بعد صرفی ونحوی باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، کتاب کے آخر میں فن قرأت کے کچھ اصول بھی بیان کئے ہیں۔

یہ دونوں رسالے بیان القرآن کے تاج پبلشرز کے ایڈیشن میں شامل ہیں، اول الذکر رسالہ کو بیان القرآن کے حاشیہ پر شائع کیا گیا ہے اور موخر الذکر رسالہ کے کچھ کچھ حصے بیان القرآن کی ہر جلد کے آخر میں شامل کئے گئے ہیں۔

مولانا تھانوی کا تیسرا رسالہ سبق الغایات فی نسق الآیات ہے، یہ مطبع مجتبائی دہلی سے (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۹ء) میں شائع ہوا تھا، اس میں سورتوں کے مطالب اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور سورتوں اور آیات کا باہمی ربط واضح کیا گیا ہے، شان نزول سے بھی بحث کی گئی ہے۔(۲۲)

علوم قرآنی پر ایک اہم کتاب مولانا انور شاہ کشمیریؒ (۱۲۹۲-۱۳۵۲ھ/۱۸۷۵-۱۹۳۲ء) کی مشکلات القرآن ہے، اس میں قرآن کی منتخب آیات کی (جنہیں مصنف نے مشکل تصور کیا ہے) توضیح وتشریح کی گئی ہے، یہ توضیحات بیشتر عربی میں اور چند جگہوں پر فارسی میں ہیں، مصنف نے احادیث وآثار اور کتب سیر وتاریخ سے بھی مدد لی ہے اور اہم تفسیروں سے بھی اقوال نقل کئے ہیں، اسے مولانا محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء) نے مرتب کیا ہے، ساتھ ہی اس پر انہوں نے ایک مبسوط مقدمہ یتیمۃ البیان فی علوم القرآن کے عنوان سے لکھا ہے جس میں تفسیر قرآن کی اہمیت، اس کے اصول و مبادی، تفسیر ماثور اور تفسیر بالرای کا فرق اور بعض دیگر متعلقہ مسائل سے بحث کی ہے، نیز ہندوستان میں لکھی جانے والی تفسیروں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے متعلق اپنی رائے دی ہے۔(۲۳) یہ کتاب مجلس علمی ڈابھیل سے شائع ہوئی ہے۔

علوم قرآنی پر ایک قابل ذکر کتاب کنز المتشابہات ہے، اسے حافظ محمد محبوب علی انجینئر نے تصنیف کیا ہے۔ یہ ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء میں دائرۃ المعارف سے شائع ہوئی ہے، اس کتاب میں ایسی آیات جمع کی گئی ہیں جو ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں، ایسی آیات دو طرح کی ہیں، ایک تو وہ جن کا توارد الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ ہوا ہے اور دوسری وہ آیات ہیں جو بعینہ ایک سے زائد مقام پر آئی ہیں، کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ (عربی اور اردو دونوں زبانوں میں) ہے جس میں مصنف نے وجہ تصنیف بیان کی ہے اور آیات متشابہات کو اخذ کرنے میں انہوں نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ اس کی وضاحت کی ہے، شروع میں مصنف کو تقریباً آٹھ سو آیات متشابہ ملی تھیں، کتاب کے مطبع میں جانے کے بعد دو سو ساٹھ مزید آیتوں کا علم ہوا جن کا بعد میں اضافہ کر دیا گیا۔(۲۴)

اس صدی کے اوائل میں ہندوستان میں ایک کتاب المعجم المفہرس کے طرز پر بھی لکھی گئی ہے اور وہ ہے الفاظ القرآن مسمی بنجوم الفرقان جدید لتخریج آیات القرآن اس کے مصنف مولانا اہل اللہ فقیر اللہ ہیں، یہ کتاب دراصل مصطفیٰ بن سعید مقرب خاں کی نجوم الفرقان کی مہذب شکل ہے، مصطفیٰ بن سعید کی کتاب میں آیات کی نشاندہی حروف ابجد کے حساب سے کی گئی ہے جس کی وجہ سے الفاظ کی تلاش میں دشواری ہوتی ہے، مولانا اہل اللہ نے اسے ابجد

کے بجائے حروف تہجی کے حساب سے مرتب کیا ہے، اس طرح یہ کتاب زیادہ مفید ہوگئی ہے۔ یہ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں شائع ہوئی ہے۔(۲۵)

اس صدی کی بعض کتابیں ایسی بھی ہیں جن میں قرآن کی کچھ آیات منتخب کر کے ان کی تفسیر کی گئی ہے، یا تعلیمات قرآنی کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے، مثال کے طور پر ایک کتاب مولانا محمد ریاست علی شاہجہاں پوری (م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء) کی جواهر التنزيل ہے جو ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شیا ما پریس شاہجہاں پور سے شائع ہوئی ہے، اس میں مصنف نے بعض منتخب قرآنی آیات کی تفسیر کی ہے اور انہیں مصحف ہی کی ترتیب پر رکھا ہے، انہوں نے ۱۲۲ عناوین قائم کئے ہیں اور ہر عنوان کے تحت آیات، احادیث کتب تفسیر وفقہ وعقائد وتصوف کی روشنی میں متعلقہ مباحث کی تشریح کی ہے۔ چند عناوین یہ ہیں: أفضل الإيمان، النبي مأذون للشفاعة في الدنيا، في فضيلة الصدقة، في التوبه، في المعراج و أسراره، في فضيلة ذكر الله، في فضيلة الصلاة، لاثواب للكفار في الآخرة وغیرہ۔(۲۶)

رواں صدی میں ہندوستان میں عربی زبان میں لکھی جانے والی تفسیروں میں ایک شیعی تفسیر کا سراغ ملتا ہے، یہ سید محمد ہارون زنگی پوری (م ۱۳۳۷ھ، ۱۹۱۹ء) کی ملخص التفاسير ہے، جو شائع نہیں ہوسکی، اس کا قلمی نسخہ بخط مصنف مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں موجود ہے۔ مصنف کے پیش نظر پورے قرآن کی تفسیر کرنا تھی مگر انہیں اس کا موقع نہ مل سکا، اس نسخے میں بس چند آیات کی تفسیر ہے، البتہ کتاب کے تمہیدی مباحث علوم قرآنی کے نقطۂ نظر سے اہمیت رکھتے ہیں، ہر بحث کو مصنف نے مقدمہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور آٹھ مقدمے بیان کئے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں: أسامي القران وأوصافه، جامعية القران، إعجاز القران، تلاوة القران و ادابه۔ ایک مقدمہ میں یہ بحث کی ہے کہ قرآن میں کسی بھی قسم کی کمی وزیادتی یا تحریف وتبدیلی نہیں ہے، وہ نبی ہی کے زمانے میں ''مولف'' ہو چکا تھا اور اس کی تلاوت مسلسل ہوا کرتی تھی، ایک مقدمہ میں یہ بحث کی ہے کہ قرآن کریم کا مکمل علم اہل بیت کو دیا گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ساتھ آل محمد کی اقتدا کا حکم دیا ہے، یہ مقدمہ شیعی نقطۂ نظر سے اہمیت کا حامل ہے۔(۲۷)

(ج) تحقیق وتدوین، شرح وتحشیہ اور طباعت:......بیسویں صدی میں عربی زبان میں قرآنیات پر ہونے والے کام کا جائزہ نامکمل رہے گا، اگر اس زمانے میں قدیم کتب تفسیر اور علوم قرآنی پر ہونے والی تحقیق وتدوین، شرح وتحشیہ اور طباعت واشاعت کے میدان میں ہونے والے کام کا مختصر تعارف نہ کرایا جائے۔

اس صدی میں تحقیق وتدوین کے میدان میں دائرة المعارف العثمانيه حیدر آباد دکن کی قابل قدر خدمات ہیں، اس ادارہ نے مختلف علوم وفنون کے قدیم مصادر ومراجع کو تحقیق وتدوین کے ساتھ شائع کر کے انہیں سہل الحصول بنادیا ہے، قرآنیات کے میدان میں بھی متعدد اہم مصادر کی تحقیق واشاعت کا سہرا اس کے سر ہے، وہ کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱)......نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: یہ علامہ برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر البقاعی (م

۸۸۵ھ/۱۴۸۰ء) کی مشہور تصنیف ہے، اس میں انہوں نے آیتوں اور سورتوں کے باہمی ربط پر خوب داد تحقیق دی ہے، علم مناسبات آیات وسور پر یہ ایک بہت اہم مرجع ہے، یہ کتاب دائرۃ المعارف سے ۱۹۶۹ء-۱۹۸۴ء کے درمیانی وقفہ میں ۲۲ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

(۲)......نزهة الأعين النواظر في علم الوجوه والنظائر: یہ علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ/۱۲۰۱ء) کی تصنیف ہے، اس میں مفردات قرآنی کی تشریح کی گئی ہے، قرآن کا ایک لفظ کتنے معانی میں مستعمل ہوا ہے؟ اس کی وضاحت کے ساتھ قرآن سے مثالیں دی گئی ہیں، اس کی تصحیح وتعلیق کا کام ڈاکٹر مہر النساء نے ڈاکٹر عبدالمعید خاں صدر شعبۂ عربی جامعہ عثمانیہ کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے انجام دیا تھا، یہ کتاب دائرۃ المعارف سے ۱۹۷۴ء/۱۳۹۴ھ میں شائع ہوئی ہے۔

(۳)......اعجاز البيان في تاويل أم القران: یہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے جو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے شاگرد، پروردہ اور خلیفہ ابوالمعانی محمد بن اسحاق صدر الدین قونوی رومی (م ۶۷۳ھ/۱۲۷۴ء) نے کی ہے، یہ ایک اشاریہ تفسیر ہے اور اس پر صوفیانہ رنگ غالب ہے، اس کا پہلا ایڈیشن انیسویں صدی کے اواخر (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء) اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۹ء/ ۱۳۶۸ھ میں شائع ہوا تھا۔

(۴)......إعراب ثلاثين سورة من القران: یہ کتاب لغت وادب کے امام ابوعبداللہ الحسین بن احمد معروف بہ ابن خالویہ (م ۳۷۰ھ/۹۸۰ء) کی تصنیف ہے، اس میں قرآن کی تیس سورتوں کے اعراب سے بحث کی گئی ہے، یہ کتاب دائرۃ المعارف کی طرف سے مطبعة دار الكتب المصرية سے ۱۹۴۱ء میں شائع ہوئی ہے، اس کی تحقیق ڈاکٹر سالم کرنکوی نے کی ہے، پھر دائرۃ المعارف کے رفیق شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ الیمانی نے اس پر نظر ثانی کی ہے اور آخر میں دار الکتب المصریہ کے رفیق عبدالرحیم محمود نے دار الکتب المصریہ میں محفوظ مزید ایک نسخہ سے اس کا موازنہ کیا ہے۔

(۵)......الكهف والرقيم في شرح بسم الله الرحمن الرحيم از عبدالکریم الجیلی (۷۶۷-۸۲۶ھ/۱۳۶۶-۱۴۲۴ء) یہ ایک صوفیانہ تفسیر ہے، اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۱۸ء/ ۱۳۳۶ھ میں شائع ہوا تھا، اس کی جو اشاعت مطبعۃ السعادۃ مصر سے ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں ہوئی تھی، وہ دائرۃ المعارف کے نسخہ پر مبنی تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دائرۃ المعارف سے اس کی اولین اشاعت ۱۹۰۸ء سے قبل ہوئی تھی۔

کسی ادارہ کے زیر سرپرستی ہونے والے ان کاموں کے علاوہ قدیم مصادر کی تصحیح وتحقیق کے بعض انفرادی کام بھی اس دور میں ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر تفسیرات احمدیہ شیخ احمد بن سعید معروف بہ ملاجیون جون پوری (۱۶۳۷-۱۷۱۸ء) کی مشہور تفسیر ہے، اس میں انہوں نے قرآن کی صرف ان آیتوں کی تشریح وتوضیح کی جن سے کوئی فقہی حکم مستنبط ہوتا ہے، اس کی تصحیح وتنقیح کا کام مولانا عبداللطیف اور مولانا عبدالکریم نے انجام دیا ہے اور وہ ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء میں جید برقی پریس دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

مولانا سعید انصاری نے مشہور معتبر مفسر ابو مسلم اصفہانی کی مفقود اور نادر الوجود عقلی تفسیر کے اجزاء جو امام رازی کی تفسیر کبیر میں موجود تھے، انہیں نہایت دیدہ ریزی سے مصحف کی ترتیب پر جمع کیا ہے، یہ کتاب ۱۹۲۱ء میں تفسیر ابو مسلم اصفہانی کے نام سے البلاغ پریس کلکتہ سے شائع ہوئی ہے۔(۲۸) تحقیق کے میدان میں ایک اہم کام مشہور محقق مولانا امتیاز علی خاں عرشی کا ہے، انہوں نے رضا لائبریری رام پور میں محفوظ حضرت سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ/ ۷۷۷ء) کی تفسیر کے واحد نسخے کی انتہائی دیدہ ریزی کے ساتھ تصحیح، تحشیہ، تعلیق اور ترتیب کی خدمت انجام دی ہے، یہ کتاب ہندوستان پرنٹنگ ورکس رام پور سے ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میں طبع ہوئی ہے، اس تفسیر کو دیکھ کر مشہور مستشرق، منٹگمری واٹ نے کہا تھا کہ انگریز اس ''محنت و کاوش کو دیکھ کر دہشت میں رہ جائیں گے۔''(۲۹)

اس صدی میں ہمیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ/ ۱۳۲۸ء) اور ان کے شاگرد بن قیم (م ۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء) کی تفسیری کاوشوں کے جمع و تحقیق کا بھی رجحان نظر آتا ہے، اس سلسلے میں اولیت کا شرف مشہور عالم دین مولانا عبدالصمد شرف الدین (م ۱۹۹۶ء/ ۱۴۱۶ھ) کو حاصل ہے، انہوں نے قرآن کی چھ مختصر سورتوں (الاعلیٰ، الشمس، اللیل، العلق، البینۃ ، الکافرون) کے ابن تیمیہ کی تفسیر کے مخطوطے حاصل کر کے ان کی تصحیح و تعلیق کی اور ۱۹۵۴ء میں اپنے ادارہ الدار القیمۃ تھانہ بمبئی سے مجموعہ تفسیر شیخ الاسلام کے نام سے شائع کیا، مولانا اقبال احمد اعظمی نے ابن تیمیہ کی کتابوں سے آیات قرآنی کی تفسیر و تشریح سے متعلق ان کی تحریریں جمع کی ہیں اور انہیں مصحف کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، یہ مجموعہ ۱۹۷۱ء میں مطبع علمی مالیگاؤں سے شائع ہوا ہے۔(۳۰)

ابن تیمیہ کی تفسیر سورہ الاخلاص، تفسیر آیات کریمہ لا الہ الا انت سبحانك (الانبیاء-۸۷) اور تفسیر سورۂ نور کی تصحیح و تخریج کا کام ڈاکٹر عبدالعلی عبدالحمید ازہری نے انجام دیا ہے، یہ کتابیں الدار السلفیہ بمبئی سے بالترتیب (۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء-۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء اور ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء) میں شائع ہوئی ہیں، امام ابن قیم کی مختلف کتابوں سے ان کی تفسیری اقوال جمع کرنے کی اہم خدمات مولانا محمد اویس نگرامی ندوی (م ۱۹۷۶ء) نے انجام دی ہے، یہ کتاب محمد حامد الفقی رئیس جماعۃ انصار السنۃ المحمدیۃ مکہ مکرمہ کی تحقیق و تالیف کے ساتھ ۱۹۴۹ء/ ۱۳۶۸ھ میں مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ سے شائع ہوئی ہے، جامع نے اپنے مقدمہ میں صراحت کی ہے کہ یہ کام انہوں نے علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) ناظم دار المصنفین اعظم گڑھ اور مولانا عبدالعلی الحسنی (م ۱۹۶۱ء) ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مشورہ سے کیا تھا۔(۳۱)

اس صدی میں اصول تفسیر پر شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۷۶۲ء) کی مشہور کتاب الفوز الکبیر پر متعدد اہل علم نے کام کیا ہے، یہ کتاب شاہ صاحب نے اصلاً فارسی زبان میں لکھی تھی، اس کا عربی ترجمہ مولانا محمد منیر دمشقی ازہری نے کیا تھا۔(حروف مقطعات کی بحث کا ترجمہ مولانا اعزاز علی امروہوی (م ۱۲۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء) نے کیا تھا) اس کے بہت سے ایڈیشن دیوبند سے شائع ہوتے رہے ہیں، اس کا دوسرا شستہ اور سلیس ترجمہ مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے کیا

ہے، ساتھ ہی ذیلی عناوین کے اضافے سے اس کی افادیت میں اضافہ ہوگیا ہے، یہ ترجمہ ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا ہے۔
الفوز الکبیر کی ایک شرح مولانا سعید احمد پالن پوری استاد دار العلوم دیوبند نے العون الكبير فی حل الفوز الكبير کے نام سے کی ہے، یہ ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء میں دیوبند سے شائع ہوئی ہے، ایک دوسری شرح مولانا محمد اویس نگرامی ندوی کی ہے جس کا نام الخير الكثير فی شرح الفوز الكبير ہے، یہ غیر مطبوعہ ہے۔(۳۲) اس پر اہل حدیث عالم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (۱۹۰۹-۱۹۸۷ء) کے ایک حاشیہ کا بھی سراغ ملتا ہے، لیکن اس کے شائع ہونے کی اب تک نوبت نہیں آسکی ہے۔(۳۳)
اس صدی کے بعض علماء نے علوم قرآنی پر علامہ جلال الدین سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء) کی کتاب الإتقان فی علوم القرآن سے دلچسپی کا اظہار کیا ہے، مثلاً اس پر مولانا احمد رضا خاں قادریؒ (۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶-۱۹۲۱ء) نے ایک حاشیہ تحریر کیا ہے۔(انہوں نے تفسیر کی دیگر کتابوں مثلاً تفسیر بیضاوی، تفسیر بغوی، الدر المنثور، تفسیر خازن اور عنایت القاضی پر بھی حاشیے لکھے ہیں)۔(۳۴) الاتقان پر مولانا حمید الدین فراہی کے بھی مفید حواشی ہیں، یہ بھی قلمی صورت میں ہیں، البتہ ڈاکٹر اجمل ایوب اصلاحی نے اپنے ایک مقالے میں شائع کر کے انہیں قابل استفادہ بنا دیا ہے۔(۳۵) ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری استاد جامعہ سلفیہ بنارس و مدیر صوت الامۃ نے فتح المنان بتسهيل الاتقان کے نام سے اتقان کی تلخیص کی ہے، اس میں علوم القرآن پر ایک دوسری کتاب مناہل العرفان سے بعض مفید مباحث کا اضافہ کیا ہے، اس پر مولانا عزیز الرحمٰن سلفی کے قلم سے حواشی ہیں۔(۳۶) علامہ سیوطی اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر جلالین پر بھی کام ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ایک قابل ذکر نام محمد سعد اللہ بن غلام حضرت قندھاری کا ہے جن کی شرح كشف المحجوبين عن خدی تفسیر الجلالين ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں مطبع محمدی بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔
ایک قدیم تفسیر مدارك التنزيل و حقائق التاويل نسفی (م ۷۰۱ھ/۱۳۰۲ء) پر بھی اس صدی میں ہندوستان میں کام ہوا ہے، اس پر ایک ضخیم شرح شیخ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی (م ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) نے الاكليل على مدارك التنزيل کے نام سے سات ضخیم جلدوں میں کی ہے، یہ شرح بڑے سائز کے تقریباً ڈھائی ہزار صفحات پر مشتمل ہے، اس کی اشاعت ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں مطبع اکلیل المطابع سے ہوئی تھی۔(۳۷) تفسیر مدارک پر ایک حاشیہ مولانا عبد الہادی بھوپالی نے لکھا تھا، اس کا نام هداية المسالك فی حل تفسير المدارك ہے، اس میں فاضل محشی نے ان باتوں کی تشریح کی ہے جن کا اصل تفسیر میں صرف حوالہ موجود ہے یا اس میں اختصار ملحوظ رکھا گیا ہے۔(۳۸)
اعجاز قرآن کے موضوع پر بعض قدیم کتابوں کی تحقیق و تصحیح کی خدمت پروفیسر عبد العلیم (۱۹۰۶ء-۱۹۷۶ء) سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے انجام دی ہے، انہوں نے عقیدۂ اعجاز قرآن کی تاریخ کے موضوع پر برلن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ہے، اپنے ریسرچ ورک کے دوران انہیں بعض اہم کتابیں مخطوطات کی شکل میں ملیں، انہیں بعد میں اپنی تحقیق کے ساتھ شائع کروایا، چنانچہ رمانی (م ۳۸۴ھ/۹۹۴ء) کی کتاب النكت فی اعجاز القرآن ۱۹۳۴ء میں

مکتبہ جامعہ دہلی سے اور خطابی (۳۱۹-۳۸۸ھ/ ۹۳۱-۹۹۸ء) کی البیان فی اعجاز القرآن ۱۹۵۳ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پریس سے شائع ہوئیں، نیز ایک مقالہ ''رای الشریف المرتضیٰ فی اعجاز القرآن'' کے عنوان سے مسلم یونیورسٹی جرنل جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۳ میں شائع ہوا۔(۳۹)

سطور بالا میں، بیسویں صدی میں تفسیر وعلوم قرآنی کے میدان میں ہندوستان میں جو کام ہوا ہے اس کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، اس میں مکمل و نامکمل تفاسیر، حواشی، قرآن اور علوم قرآنی سے متعلق طبع زاد تصانیف کے علاوہ قدیم تفاسیر و کتب کی تحقیق و تدوین، شرح و تحشیہ اور طباعت کے میدان میں ہونے والے کام کا بھی تذکرہ ہے، عین ممکن ہے کہ بہت سی کتابیں اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہوں، لیکن اس مختصر اور ناقص تعارف سے بھی اس عہد میں ہونے والے کام کی اہمیت اور قدر و قیمت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حواشی و مراجع

(۱)......عبدالمبین ندوی۔ مقالہ ''مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیری خدمات'' در مجموعہ ''قرآن مجید کی تفسیریں چودہ سو برس میں'' خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ ۱۹۹۵ء: ۳۰۱-۳۱۵ (آئندہ اس کا حوالہ ''ندوی'' سے دیا جائے گا) (۲)......اس کا دوسرا ایڈیشن مولانا امرتسری ہی کی حیات میں ۱۹۲۹ء میں آفتاب برقی پریس امرتسر سے شائع ہوا تھا۔ تیسرا ایڈیشن ادارہ احیاء السنۃ لاہور سے شائع ہوا ہے۔ سنہ طباعت غیر موجود۔ (۳)......ثناء اللہ امرتسری۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن۔ طبع لاہور ص:۸ (۴)......ماہنامہ معارف اعظم گڑھ اکتوبر ۱۹۲۹ء ص: ۳۱۵ (۵)......محمد سالم قدوائی، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیر، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی طبع اول ۱۹۷۳ء ص: ۳۰۲۔ (آئندہ حوالہ: قدوائی) محمد مستقیم سلفی، جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات، ادارۃ البحوث الاسلامیہ والدعوۃ والافتاء، الجامعۃ السلفیہ بنارس طبع دوم ۱۹۹۲ء ص: ۱۹ (آئندہ حوالہ: سلفی) ندوی ۳۱۴ (۶)......قدوائی ص: ۱۴۰-۱۴۱، سلفی ص: ۳۱ (۷)......ظفر الاسلام، کتابیات فراہی، ادارہ علوم القرآن، علی گڑھ ۱۹۹۱ء ص: ۳۵ (۸)......مولانا فراہیؒ کے غیر مطبوعہ سرمایہ میں سورۂ آل عمران کی چند آیات کی تفسیر بھی ملتی ہے، لیکن ڈاکٹر محمد اجمل اصلاحی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ مولانا مرحوم کی ابتدائی تحریروں میں سے ہے، دیکھئے مقالہ ''تصانیف فراہی کا غیر مطبوعہ سرمایہ'' در مجموعہ مقالات فراہی سیمینار بعنوان ''علامہ حمید الدین فراہی حیات و افکار'' دائرہ حمیدیہ سرائے میر اعظم گڑھ ۱۹۹۲ء ص: ۶۱ (آئندہ حوالہ: اجمل اصلاحی) (۹)......ڈاکٹر ظفر الاسلام نے کتابیات کی بعض کتابوں کی مدد سے اس فہرست میں تین مطبوعہ اجزاء تفسیر کا اضافہ کیا ہے، تفسیر سورۂ حشر، تفسیر سورۂ فلق اور تفسیر سورۂ ناس۔ دیکھئے کتابیات فراہی ص: ۳۴، ۳۹، واضح رہے کہ ان اجزائے تفسیر کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہے۔(۱۰)......دیکھئے تفسیر نظام القرآن امام حمید الدین فراہی، دائرہ حمیدیہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ طبع ۱۹۹۶ء حواشی بر صفحات ۷۹، ۹۲، ۱۷۷، ۲۰۰، ۲۱۰، ۲۹۷، ۳۴۵، ۳۵۰، ۳۹۶۰، ۴۸۸ (۱۱)......سورۂ اعلیٰ سے متعلق افادات فراہی کا اردو ترجمہ مولانا

محمد فاروق خاں کے قلم سے ششماہی مجلہ علوم القرآن جلد نمبر۴، شمارہ نمبر۱ جنوری تا جون ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ہے۔
(۱۲)......رسائل الامام الفراہی فی علوم القرآن۔ دائرہ حمیدیہ۔ سرائے میر اعظم گڑھ طبع دوم ۱۹۹۱ء حاشیہ از جامع ص:۱۱۷(۱۳)...... شائع شدہ ازدارالکتب پشاور، پاکستان ۔۱۹۹۴ء(۱۴)...... اجمل اصلاحی ص:۶۱-۶۲ (۱۵)......سلطان احمد اصلاحی: مقالہ مولانا حمید الدین فراہی کے غیر مطبوعہ قرآنی حواشی۔ ششماہی مجلہ علوم القرآن جلد نمبر۵ شمارہ نمبر۱ جنوری تا جون ۱۹۹۰ء ص:۶۷ (۱۶)......اشرف علی تھانوی۔ مکمل بیان القرآن۔ تاج پبلشرز دہلی ۱۹۷۸ء طبع دوم ص: ج۔ د(آئندہ حوالہ: تھانوی) (۱۷)......اجمل اصلاحی، حوالہ سابق ص:۵۹-۱۶۰، ابھی کچھ عرصہ قبل حکمت قرآن کا اردو ترجمہ دائرہ حمیدیہ سے شائع ہو گیا ہے، مزید ملاحظہ کیجئے، اول الذکر پانچ کتابوں کے موضوعات اور ان کی ضرورت واہمیت پر مفردات القرآن، مطبوعہ دائرہ حمیدیہ سرائے میر ۱۳۵۸ھ کے شروع میں روابط الکتب الخمسیۃ کے زیر عنوان اور موخر الذکر سات کتابوں کے بارے میں حکمۃ القرآن کی ابتداء میں روابط الکتب السبعۃ کے زیر عنوان مولانا فراہی کی تحریریں۔(۱۸)......اجمل اصلاحی، حوالہ سابق ص:۷۰(۱۹)......تفسیر نظام القرآن: مصنف کے مختصر حالات زندگی ازمولانا امین احسن اصلاحی ص:۲۱(۲۰)......تھانوی، اول ص:الف(۲۱)......تھانوی، اول ص:۱۸۰-۱۸۲ (۲۲)......قدوائی، ص:۲۹-۲۹۱(۲۳)......قدوائی ص۲۹۹(۲۴)......قدوائی، ص۳۰۵-۳۰۶ (۲۵)......قدوائی ص:۲۹۲-۲۹۲(۲۶)......قدوائی ص:۲۸۴-۲۸۷(۲۷)......قدوائی ص:۲۹۴-۲۹۸(۲۸)......ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی، ہندوستان میں عربی فنون کے ممتاز علماء اور ان کی علمی خدمات (۱۸۵۷-۱۹۷۴ء) طبع لکھنؤ ۱۹۷۹ء ص:۸۰(آئندہ حوالہ: نگرامی) (۲۹)......نگرامی ص:۸۶(۳۰)......نگرامی ص:۸۷(۳۱)......امام ابن القیم: التفسیر، جمعہ الشیخ محمد اویس الندوی، تحقیق وتعلیق محمد حامد الفقی، مطبعۃ السنۃ المحمدیہ مکہ المکرمہ ۱۹۴۹ء، مقدمہ الجامع ص:۶ (۳۲)......نگرامی، ص:۸۴-۸۵(۳۳)......سلفی، ص:۳۳(۳۴)......حاشیہ الاتقان ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے اور حاشیہ تفسیر بغوی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور سے شائع ہو گئے ہیں، بقیہ حواشی قلمی صورت میں ہیں، دیکھئے محمود حسن کا تحقیقی مقالہ برائے ایم فل ''مولانا احمد رضا خان کی عربی زبان وادب میں خدمات'' (غیر مطبوعہ) پیش کردہ شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔۱۹۹۰ء (۳۵)......شائع شدہ ششماہی مجلہ علوم القرآن، علی گڑھ جلد نمبر۱ شمارہ نمبر۱ جولائی دسمبر ۱۹۸۵ء(۳۶)......سلفی ص:۳۴ (۳۷)......قدوائی، ص: ۲۰۹-۲۱۴ (۳۸)......قدوائی ص:۲۱۵-۲۱۶(۳۹)......رئیس فاطمہ، مقالہ '' پروفیسر عبدالعلیم۔ ایک عہد ساز شخصیت'' در کتاب ''علیم صاحب'' از پروفیسر محمد سالم قدوائی، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ طبع اول ۱۹۹۵ء ص:۱۳۴

☆......☆......☆